آنکھ سے نیا ہلال ’’دیکھنا‘‘
سائنسی اعتبار سے کیوں ضروری ہے؟

ڈاکٹر محمد شاہد قریشی، پروفیسر (ریٹائیرڈ)
سابق ڈائیریکٹر انسٹیٹیوٹ آف پلانیٹری ایسٹروفزکس، جامعہ کراچی، کراچی

ادارہ عرفان التوقیت کراچی
03323531226
fb.com/ilmetauqeet

بالآخر مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان اور پوپلزئی صاحب کی پرائیویٹ کمیٹی کے تنازعات نے معاشرے کے اس طبقے کو جو جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کو حرف آخر سمجھتا ہے یہ موقع فراہم کر دیا کہ پاکستان میں حکومتی سطح پر قمری کیلنڈر بنانے کے لیے وفاقی وزیر برائے سائنس اور ٹیکنالوجی جناب فواد چودھری صاحب نے ایک بہت جرات مندانہ قدم اٹھایا۔ انہوں نے اس کیلنڈر کو بنانے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی جس نے اگلے پانچ سالوں کے لیے نہ صرف ایک کیلنڈر تیار کر ڈالا بلکہ وفاقی کابینہ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں سے پہلے ہی اس کیلنڈر کو ایک ویب سائٹ (جو اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہے) پر عوام کے لیے مشتہر کر دیا۔

پاکستان سمیت دنیا بھر کے دینی علماء کا اجماع ہے (جو صحیح احادیث کی بنیاد پر ہے) کہ قمری تاریخوں کا تعین چاند دیکھ کر ہی کیا جائے۔ ایسے طبقہ فکر بھی موجود ہیں جو ''رؤیت'' سے مراد ''آنکھ سے دیکھنا'' ضروری نہیں سمجھتے مگر غالب اکثریت ''رؤیت'' کا معنی ''آنکھ سے دیکھنے'' کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھتی۔ حتیٰ کہ سعودی عرب جہاں سول مقاصد کے لیے ایک قمری کیلنڈر (جسے ام القراء کیلنڈر کہا جاتا ہے) رائج ہے وہاں بھی قمری مہینے کی 29 تاریخ (خاص طور پر رمضان اور عید الفطر کے لیے) عوام سے کہا جاتا ہے کہ وہ چاند دیکھیں (اور اس بار 2020 میں تو حیران کن طور پر سعودی سپریم کورٹ نے شہریوں کو 30 شعبان کو چاند کی تلاش کا حکم دیا) کیونکہ ان کا کیلنڈر رؤیت کے مطابق نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی شعبان کی 29 تاریخ رؤیت کے اعتبار سے 28 ہوتی ہے۔ اس شام بظاہر گواہیوں کی بنیاد پر رمضان کی ابتداء کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔ یعنی ایک کیلنڈر کی موجودگی میں چاند دیکھنے کی ''کوشش'' کی جاتی ہے اور رمضان اور عید کا فیصلہ بظاہر رؤیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دینی علماء کرام سے لے کر سائنسدان اور فلکیات دان سعودی حکومت کے اس طرز عمل پر مستقل تنقید کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ جس روز سعودی حکومت ''گواہوں'' کی بنیاد پر رمضان اور

شوال کے ہلال کی رؤیت کا اعلان کرتے ہیں اس روز سعودی عرب میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد پر رؤیت ہلال ممکن ہی نہیں ہوتی۔

ہمارے وفاقی وزیر برائے سائنس اور ٹیکنالوجی جناب فواد چودھری صاحب کا طرزعمل اس بنا پر جرات مندانہ ہے کہ انہوں نے سعودی حکومت کے طرزعمل سے بھی آگے بڑھ کر ایسا کیلنڈر بنا ڈالا کہ جس کے مطابق وہ اعلان کر چکے کہ اگلے 5 برسوں میں رمضان فلاں دن شروع ہوگا اور عیدالفطر فلاں فلاں دن ہوگی۔ سعودی حکومت نے مروجہ کیلنڈر ہونے کے باوجود کبھی یہ جرات نہیں کی۔ اگر جناب فواد چودھری صاحب اور ان کی ٹیم "علمِ دیدِ ہلالِ نو" یعنی Science of New Moon Sighting سے واقف ہوتی اور شرعی تقاضوں پر بھی گہری نظر رکھتی تو وہ اس قدر جرات مندانہ قدم نہ اٹھاتے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے دلدادہ جب یہ دعوی کرتے ہیں کہ نمازوں کے اوقات کے لیے تو ساری دنیا کے دینی علماء علم یعنی سائنس کا سہارہ لیتے ہیں اور رمضان اور عید کے لیے علم کو نظرانداز کر دیتے ہیں تو دراصل یہ ان معصومیت اور کم علمی ہے۔ نمازوں کے اوقات کے لیے علم کا سہارہ کیوں لیا جاتا ہے اس کو سمجھنا بہت آسان ہے جو ہر خاص و عام صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطالعے سے با آسانی سمجھ سکتا ہے (دیکھیے صحیح مسلم جلد دوئم احادیث نمبر ۱۳۷۹ سے ۱۳۹۴) کہ کس طرح حضور پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز کے تعین کے لیے رہنمائی فرمائی اور ان کے لیے آسمان پر سورج کے مقام کو اہمیت دی۔ انہی اصولوں کی بنیاد پر نقشہ اوقاتِ نماز تیار کئے گئے۔

جبکہ دوسری جانب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح ہلال کو دیکھنے پر زور دیا ہے یہ بھی ہر خاص و عام صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطالعے سے با آسانی سمجھ سکتا ہے (دیکھیے صحیح مسلم جلد سوئم احادیث نمبر ۲۴۹۸ سے ۲۵۱۷ تک)۔ یہ بات قابل غور ہے کہ آخر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے قمری تقویم یا کیلنڈر میں ''اصلاحات'' کیوں کیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس دور میں فلکیات کا علم بس واجبی سا تھا وہ بھی مغالطے کا شکار ہیں۔ کیلنڈرز کے لیے اہل یہود، اہل ہند اور اہل فارس کی معلومات بہت عمدہ تھیں اور ان کے کیلنڈرز بھی اتنے ہی ''جدید'' تھے جتنے کہ آج کے وہ تمام کیلنڈرز جو قمری دورانیہ سے منسلک ہیں۔ ان میں یہودی، ہندی اور چینیوں کے کیلنڈرز آج بھی ویسے ہی استعمال ہو رہے ہیں جیسے کہ دو ہزار برس پہلے (یعنی زمانہ قبل از اسلام) استعمال ہوتے تھے۔ البتہ ان تمام قمری کیلنڈرز کی بنیاد نہ پہلے رؤیت ہلال تھی اور نہ آج۔ گو کہ سعودی عرب کا کیلنڈر بھی رؤیت ہلال کی بنیاد پر نہیں ہے مگر پھر بھی رمضان اور عیدین کے لیے وہاں بھی ''رؤیت'' اور گواہوں کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

یہود، ہنود اور چینی کیلنڈرز میں نئے قمری ماہ کا آغاز ''چاند کی پیدائش'' کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ ان تمام کیلنڈرز میں عمومی سالوں میں مہینے بارہ ہی ہوتے ہیں مگر کیلنڈر کو سورج کے دورانئے یا موسموں کے ساتھ لانے کے لیے ہر دوسرے تیسرے سال ایک اضافی مہینہ شامل کیا جاتا ہے۔ جس برس سال میں یہ تیرہواں مہینہ شامل کیا جاتا ہے اسے ''لیپ'' کا سال کہا جاتا ہے۔ اس طرح کے کیلنڈرز زمانہ قبل از اسلام سے زیر استعمال ہیں۔ اسلام سے قبل عرب میں بھی ایسے ہی کیلنڈرز استعمال ہو رہے تھے۔ یاد رہے کہ عرب معاشرے میں چار مہینہ حرمت والے مانے جاتے تھے (جن میں جنگ نہیں کی جاتی تھی) چنانچہ با اثر قبائل اپنی طاقت کے بل پر ان مہینوں کو اپنے مفاد کی خاطر تبدیل کرنے کے لیے کبھی تو کئی برس تیرہواں مہینہ شامل نہیں کرتے تھے اور کبھی ایک ہی برس میں تیرہویں کے علاوہ چودہواں بھی شامل کر لیتے تھے۔ اللہ رب العزت نے سورہ توبہ کی چھتیسویں آیت میں واضح ہدایت کر دی کہ سال میں بارہ ہی مہینے ہیں۔ لہذا کسی بھی برس میں تیرہواں مہینہ شامل کرنے سے روک دیا گیا۔ یوں اسلامی مہینے موسموں کے درمیان گردش کرنے لگے۔ اللہ کی حکمت اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی

بہتر جانتے ہیں۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی ''کیلنڈر'' کو دوسرے تمام کیلنڈروں سے الگ کرنے کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے اس قرآنی حکم سے ہوگئی۔ مزید برآں نبی کریم محمد ﷺ جس طرح اپنے عمل سے نمازوں کے اوقات کا تعین ''سورج کے مقام'' سے کرنے کی تربیت دی اسی طرح آپ ﷺ کے واضح احکامات نے مسلمانوں کو نیا ''ہلال دیکھنے'' پر نئے مہینے کا آغاز کرنے کی تعلیم دی۔ اس کی حکمت سمجھنے کے لئے ہم نیچے گفتگو کریں گے۔

زمانہ قدیم میں بابل ونینوا کے ادوار میں مہینے کی ابتداء نیا ہلال دیکھ کر ہی کی جاتی تھی مگر یہود اور ہنود کی معاشرت اور معیشت میں کیلنڈر کا پہلے سے تعین کرنے کی اپنی وجوہات تھیں (مثال کے طور پر سودی لین دین اور کاروبار جبکہ اسلام نے سود کے خلاف ''جہاد'' کا کھلا اعلان کر دیا تھا) چنانچہ ان کیلنڈروں میں مہینے کی ابتداء چاند کی پیدائش سے کی جانے لگی جس کا پہلے سے تعین کرنا آسان ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جب قمری مہینوں کو رؤیت بصری سے مشروط کر دیا تو اس کا ایک واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ اسلامی قمری کیلنڈر کے پہلے سے تعین کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح چاند کی پیدائش کا پہلے سے تعین کیا جا سکتا ہے تو آج جدید سائنس پر ''ایمان'' لے آنے والے بضد ہیں کہ نئے ہلال کے نظر آنے کا تعین جدید سائنس کی بنیادوں پر ''بہت آسانی'' سے کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ دنیا چاند پر پہنچ گئی اور ہم چاند دکھائی دیا ہے یا نہیں پر دست وگریباں ہیں۔ تو پھر کیوں نہ ایک ''جدید بصری کیلنڈر'' بنا کر ''مولویوں'' کے جھگڑوں سے نجات حاصل کر لی جائے؟ اب یا تو میرے پیارے نبی ﷺ (نعوذ باللہ) کو معلوم نہیں تھا کہ ایک ''جدید بصری کیلنڈر'' جو ''بہت آسانی'' سے بنایا جا سکتا ہے یا پھر آپ ﷺ جانتے تھے کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ تو آیئے اب جدید سائنس کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ''جدید سائنس اور ٹیکنالوجی'' کہاں کھڑی ہے؟

عقل والوں اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے اللہ ہی کے فرمان کے مطابق قدرت میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ چنانچہ قدرت پر گہری نگاہ رکھنے والوں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرنے والوں نے بابل ونینوا کے دور سے ہی اس بات پر غور کرنا شروع کر دیا تھا کہ نیا ہلال کن حالات میں پہلی مرتبہ دکھائی دیتا ہے۔ اس دور کے فلکیات دان جس نتیجے پر پہنچے تھے اس کو جدید فلکیات دانوں نے بیسویں صدی کے آخر مین (Fatoohi, et. al., 1999) سمجھنے کی کوشش کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ قدیم فلکیات دانوں کے نتائج جدید فلکیات کے بہت قریب تھے۔ پھر ایک ہزار برس پہلے مسلمانوں نے اس نظام کو سمجھنے کی جو کوششیں کیں اور جو نتائج اخذ کئے ان پر بھی جدید فلکیات دانوں نے تحقیق کی (Bruin, 1977) اور ان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ویسے تو بیسویں صدی کی ابتدا میں Fotheringham (1910) اور Maunder(1911) نے کچھ ابتدائی کام کیا جس میں انیسویں صدی میں ایتھنز کے فلکیات دان Schmidt کے مشاہداتی اعداد وشمار بھی استعمال کئے مگر یہ ابتدائی کام کچھ خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ البتہ ''جدید'' دور میں Emperical Models کی ابتدا انہی دونوں نے کی۔

بروئین وہ پہلا جدید فلکیات دان ہے جس نے جدید طبیعات کو اس معاملے میں پہلی دفع استعمال کیا۔ اس نے غروب آفتاب کے بعد شفق پر پھیلی روشنی اور ہلال کی اوسط چمک کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے تجزیہ کیا کہ کس طرح وقت گزرنے کے ساتھ شفق کی روشنی کم ہوتی ہے اور ہلال کی چمک میں اضافہ ہوتا ہے۔ مگر بروئین کے اس تجزیہ میں ایک بڑی خامی یہ تھی کہ اس میں شفق کی روشنی اور ہلال کی چمک دونوں ہی کی مقداریں نہ صرف یہ کہ اوسط لی تھیں اور وہ بھی صرف تخیلاتی نہ کہ مشاہداتی۔ مگر اس کے باوجود بروئین کا ماڈل اپنے وقت کا بہترین ماڈل سمجھا جاتا ہے۔

بروئین کے ماڈل کو بنیاد بنا کر Yallop,1998 نے مشہور زمانہ ماڈل دیا جس کو بنیاد بنا کر

کچھ کمپیوٹر پروگرام بنا لئے گئے جن میں ڈاکٹر منظور احمد کا MoonCal اور محمد شوکت عودہ کا AccurateTime بہت مقبول ہو گئے۔ یالپ کے ماڈل ہی کی طرح کا ماڈل شوکت عودہ اور راقم (جسے اپنے PhD مقالے میں بھی شامل کیا) نے بھی بنایا۔ یاد رہے کہ بروئین کا ماڈل اوسط اور خیالی مقداروں کی بنیاد پر تھا اور یالپ اور عودہ کا بروئین کے تصورات پر مبنی۔ یعنی سونے پر سہاگہ۔ مزید برآں ان دونوں ماڈلز میں شماریاتی امکانیات کا استعمال ہو رہا ہے لہذا ان دونوں ماڈلز کی بنیادیں قطعیت سے بے بہرہ ہیں۔

بات کو آگے لے جانے سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ یالپ اور عودہ کے ماڈلز کیا پیش کرتے ہیں؟ چونکہ دونوں ایک ہی طرح کے ماڈلز ہیں تو یالپ کا ماڈل کا بیان کافی ہو گا۔ یہ ماڈل چاند کی پیدائش کے دن یا اس سے اگلے دن کرہ ارض کو پانچ خطوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس قسم کا ایک نقشہ تصویر میں دکھایا گیا ہے جسے عودہ کے کمپیوٹر پروگرام کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے۔ pic 07
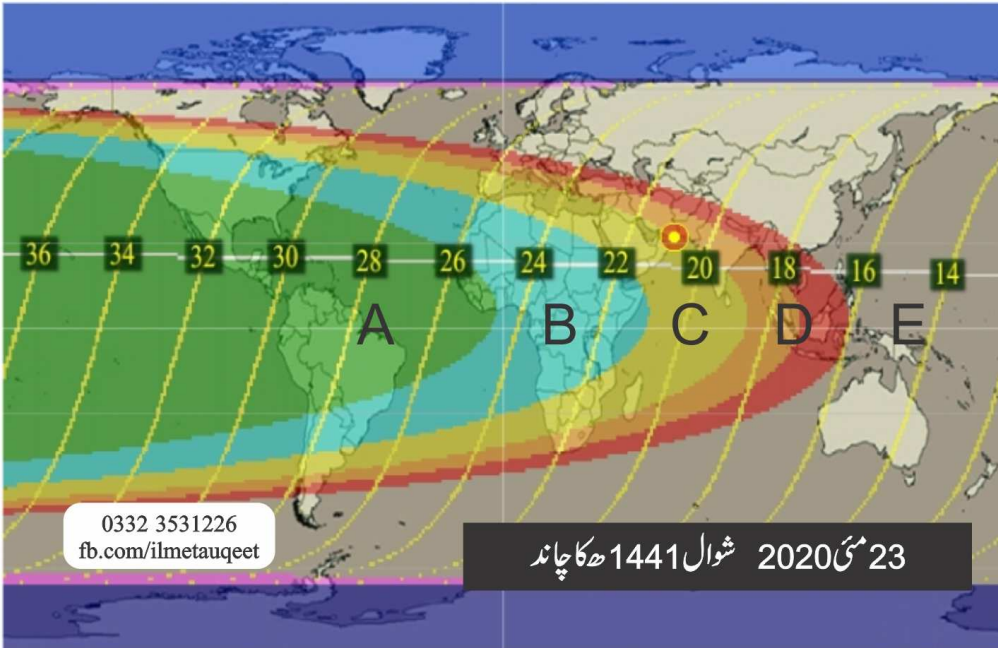
حصہ A (جو سبز رنگ میں ہے) جس کے مغرب میں ہلال کے نظر آنے کے واضح امکانات ہوں۔ دوسرا حصہ B (جو کہ ہلکے نیلے رنگ میں ہے) جو کہ گزشتہ حصہ کے مشرق شمال اور جنوب میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔اس میں ہلال کے نظر آنے کے امکانات اس صورت میں ہوں گے کہ اگر موسمی اور فضائی حالات ''نہایت سازگار'' ہوں۔تیسرا حصہ C (جو پیلے رنگ میں ہے) جو حصہ B کے مشرق شمال اور جنوب میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس میں ہلال کے نظر آنے کے لئے پہلے ٹیلی سکوپ سے تلاش کرنا ہوگا پھر ممکن ہے کہ آنکھ سے دکھائی دے جائے۔چوتھا حصہ D (جو کہ ہلکے اور گہرے سرخ رنگ کا ہے) جو حصہ C کے مشرق شمال اور جنوب میں پھیلا ہوا ہوتا ہے میں ہلال کے نظر آنے کے لئے دوربین کا استعمال ضروری ہے۔اور آخری حصہ E (جو ہلکا براؤن ہے) جو حصہ D کے مشرق شمال اور جنوب میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔اس میں ہلال کے نظر آنے کا کوئی امکان نہیں۔مندرجہ ذیل جدول یالپ کے مقالے سے لیا گیا ہے جس میں q کی قیمت ہلال کے مرکز کی چوڑائی W اور ہلال کی غروب آفتاب کے وقت افق سے بلندی (جسے Arc of Vision یا ARCV کہا جاتا ہے) کی بنیاد پر نکالی جاتی ہے۔اس کے لئے یہ فارمولہ استعمال ہوتا ہے

q = (ARCV - (11·8371 - 6·3226 W' + 0·7319 W' 2 - 0·1018 W' 3)) / 10

q کی قیمتوں کی بنیاد پر ہی اوپر بیان کئے گئے کرہ ارض کے حصوں کا تعین کیا جاتا ہے۔

(A)	q > 0.216	Easily Visible
(B)	0.216< q < -0.014	Visible Under Perfect Condtions
(C)	-0.014 < q < -0.16	May Need Optical Aid to Find Crescent
(D)	-0.16 < q < -0.232	Will need Optical Aid to Find Crescent
(E)	q < -.232	Not visible with Telescope

کمپیوٹر پروگرام کرہ ارض کے ہر مقام (طول البلد اور عرض البلد) کے لئے کیو (q) کی مقدار معلوم کر کے کیو (q) کی مقدار کے حساب سے ایک رنگ بھر دیتا ہے۔ اس طرح کرہ ارض مختلف رنگوں سے رنگ جاتا ہے۔ اس طرح کے نقشوں کو Crescent Visibility Chart کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے نقشہ جات کی بنیاد محض امکانات پر مبنی ہے۔ حصہ A جس میں ہلال آسانی سے نظر آنے کا کہا گیا ہے اس کے کناروں پر کئی علاقوں میں ایسا ہو چکا ہے کہ ہلال نظر نہیں آیا (مثال کے طور پر 4 جون 2008 کو پاکستان کو یہ ماڈل A دکھا رہا ہے مگر مطلع ابر آلود نہ ہونے کے باوجود پورے پاکستان میں ہلال نظر نہیں آیا)۔ pic 01
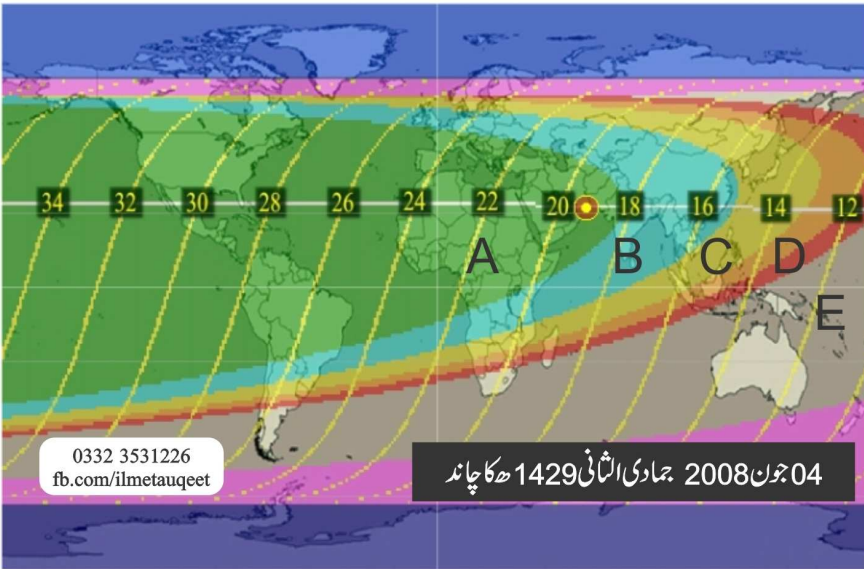
پاکستان میں حصہ B میں ہلال شاذ و نادر ہی دکھائی دیا ہے جبکہ محکمہ موسمیات اور جامعۃ الرشید کے سو سے زائد مراکز سے حصہ C کا ہلال کبھی نہیں دیکھا گیا (اس میں خیبر پختونخواہ کے متنازع حوالے شامل نہیں)۔ بقیہ دنیا کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ حصہ A میں زیادہ تر ہلال نظر آتا ہے مگر ہر جگہ نہیں۔ حصہ B میں نسبتاً کم نظر آتا ہے۔ حصہ C میں کبھی کبھار مگر زیادہ تر نظر نہیں آتا۔ حصہ D میں کبھی کبھار ٹیلی سکوپ سے دکھائی دے جاتا ہے مگر زیادہ تر نہیں۔

راقم اسی وجہ سے صرف تین حصوں کا قائل ہے۔ ایک مغربی جس میں ہلال نظر آنے کا قوی امکان ہوتا ہے، ایک درمیانہ اور ایک مشرقی۔ مشرقی جس میں ہلال دکھائی نہیں دیتا اور درمیانہ جس میں امکانات تو ہیں مگر جب بھی آپ کا علاقہ اس حصے میں ہو تو ضروری نہیں کہ آپ جہاں سے دیکھ رہے ہیں وہاں سے ہلال نظر آجائے مگر ملک کے کسی اور علاقے سے نظر آجائے۔ چنانچہ اس صورت میں ہر خاص و عام کو کوشش کرنی چاہیے اور نظر آنے پر قاضی کے رو برو گواہی دینی چاہئے۔ اس درمیانے حصے میں پائی جانے والی غیر یقینی کو Scheffer نے بہت حقیقی طبیعاتی ماڈل کے ذریعے واضح کر دیا ہے جس کے ماڈل میں مقامی درجہ حرارت، ہوا میں نمی کا تناسب، ائیروسول کا شمار وغیرہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس ماڈل کی بنیاد پر شیفر نے ماضی کے مشاہدات کو کھنگالا اور غیر معمولی مشاہدات کی وجہ بیان کی جو حصہ ''C'' اور ''D'' میں کئے گئے۔

چنانچہ جدید طبعیات اور فلکیات کے مطابق ہلال کے نظر آنے میں ایک فطری غیر یقینی پائی جاتی ہے۔ جس طرح کا پانچ سالہ قمری کیلنڈر روفاقی وزیر برائے سائنس اور ٹیکنالوجی جناب فواد چودھری صاحب نے مئی 2019ء میں جاری کیا تھا ایسے کیلنڈر مختلف لوگ اور ادارے بناتے رہتے ہیں جن میں جامعۃ الرشید اور ادارہ عرفان التوقیت کراچی بھی شامل ہے اور راقم نے بھی بنایا ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد ممکن نہیں۔

اب چونکہ فواد چودھری صاحب کے کیلنڈر کو 12 ماہ گزر چکے ہیں، ان بارہ ماہ میں (مئی 2019 تا اپریل 2020 تک) یہ قمری کیلنڈر چار مرتبہ فیل ہو چکا ہے اور اگلے آٹھ ماہ میں (مئی 2020 تا دسمبر 2020 تک) یہ مزید چار مرتبہ مزید فیل ہوگا، ایسا کیوں ہوا؟ اس کو سمجھنے کے لیے آئندہ کے صفحات ملاحظہ فرمائیں۔ pic 11

حکومتی قمری کیلنڈر کے مطابق درج ذیل تاریخوں میں چاند نظر آنا تھا مگر ایسا نہیں ہوا اور قمری کیلنڈر غلط ثابت ہوا۔

03 جولائی 2019 کو ذیقعدہ 1440ھ کا چاند نظر نہیں آیا اور قمری کیلنڈر میں تاریخ تبدیل کر دی گئی
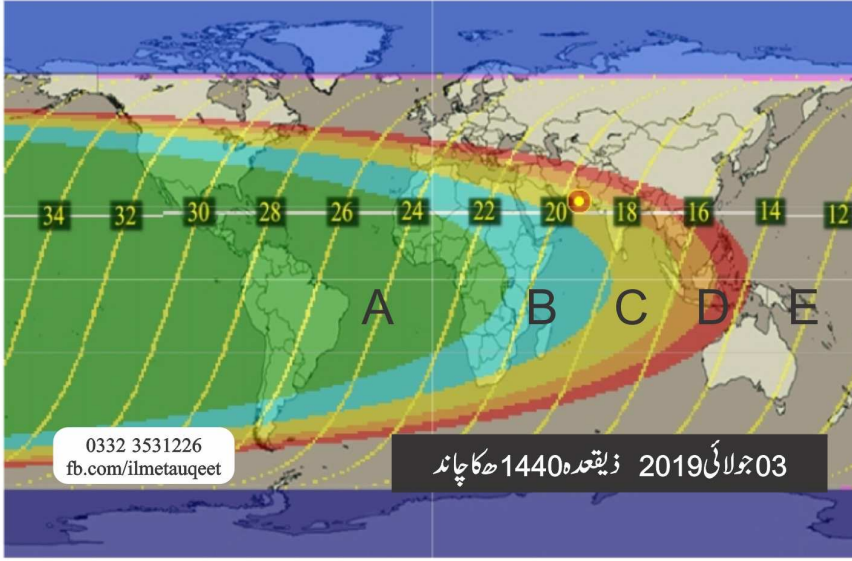
29 ستمبر 2019 کو صفر المظفر 1440ھ کا چاند بھی پاکستان میں کہیں نظر نہ آیا
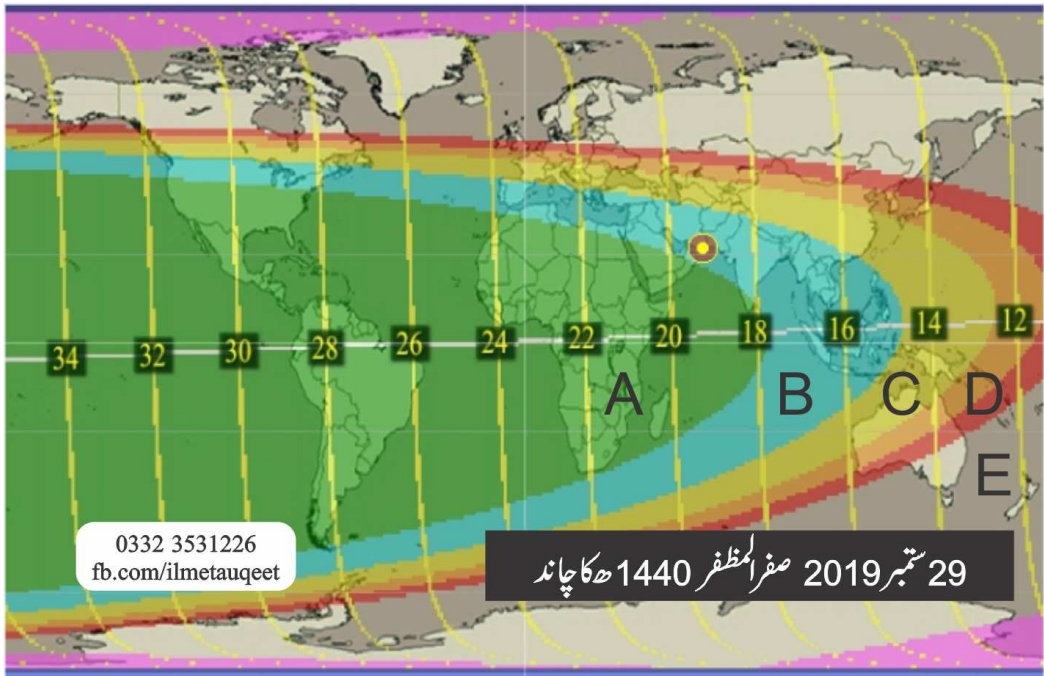
27نومبر 2019 کو ربیع الثانی 1440ھ کو بھی پاکستان میں رؤیت ہلال نہ ہوسکی۔
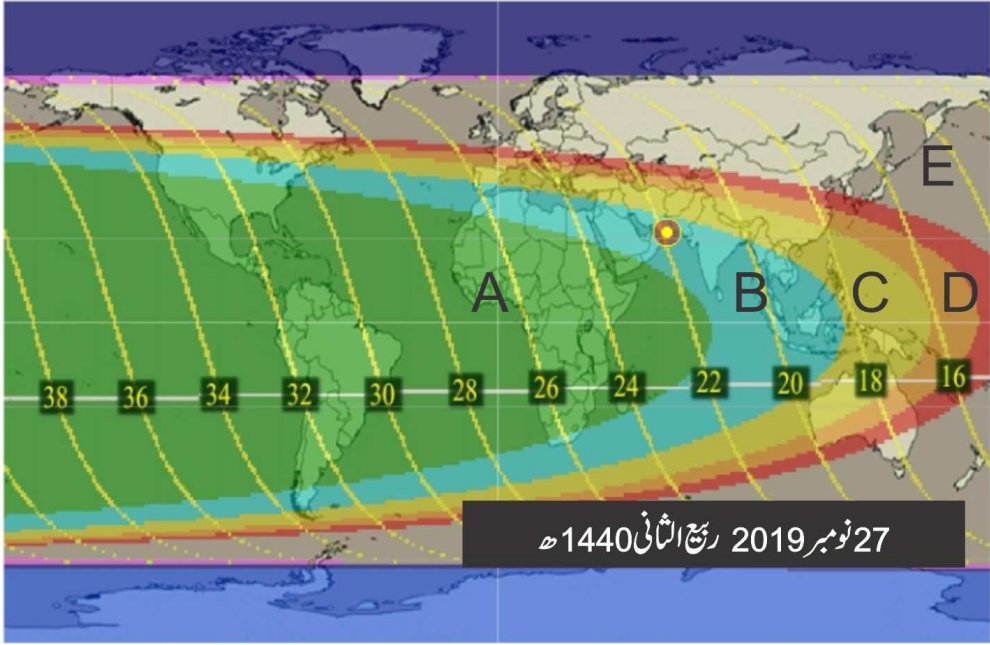
24فروری 2020 کو رجب 1440ھ کے چاند کو بھی پاکستان میں کہیں نہ دیکھا جاسکا۔

E
A
B
C
D
38 36 34 32 30 28 26 24 22 20 18 16

0332 3531226
fb.com/ilmetauqeet

24فروری 2020 رجب 1440ھ
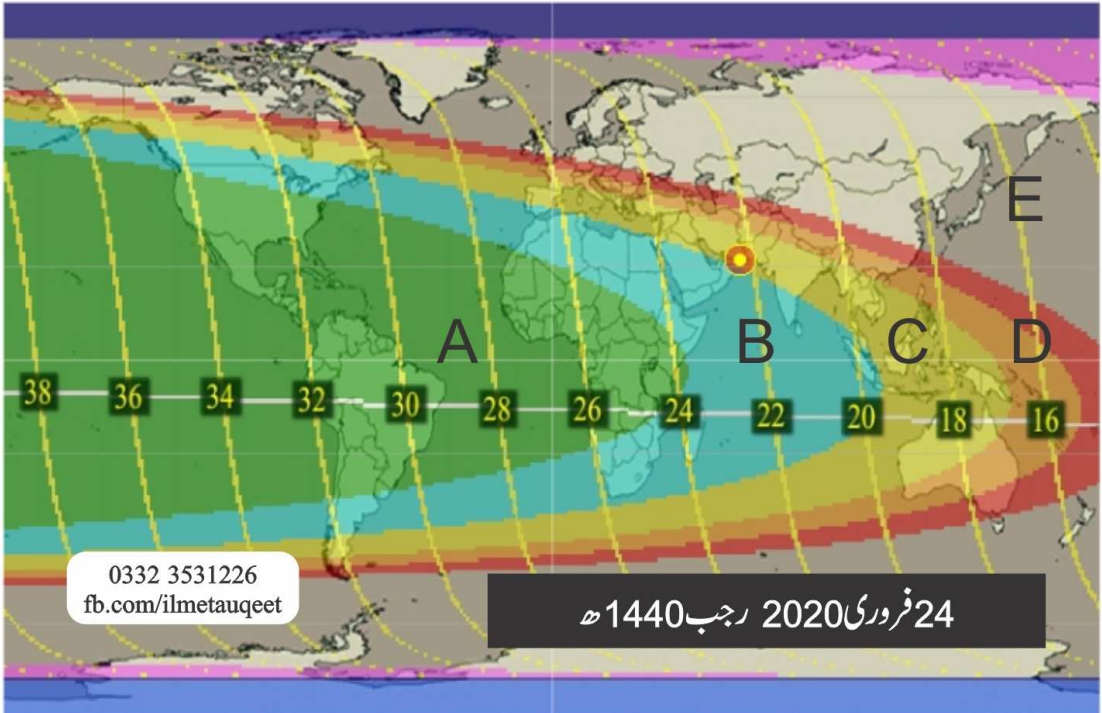
مزید اگلے چار ماہ جن میں یہ کیلنڈر غلط ثابت ہوگا یہ ہیں

23 مئی 2020 کو شوال 1441ھ کے چاند کے موقع پر
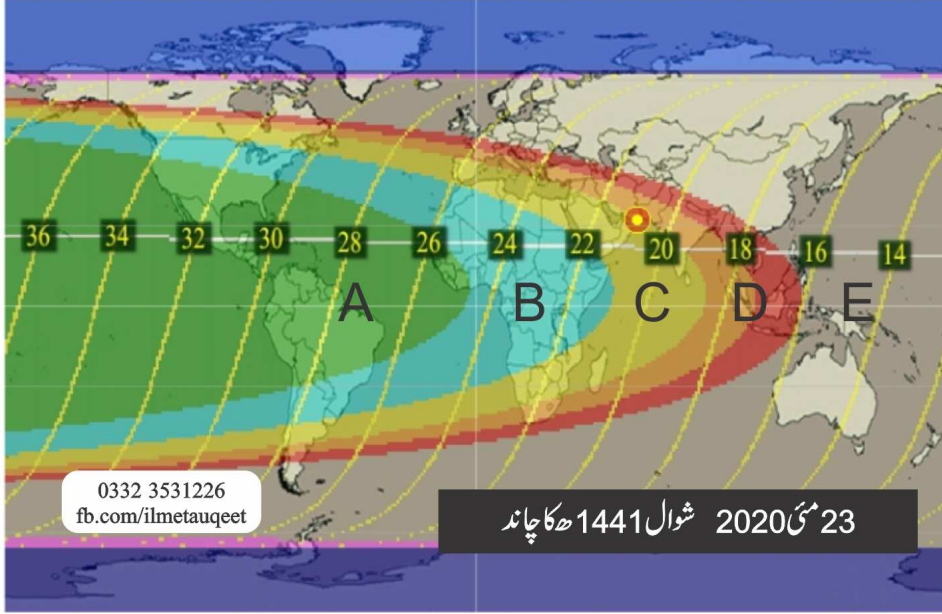
21 جولائی 2020 کو ذوالحجہ 1441ھ کے چاند کے موقع پر
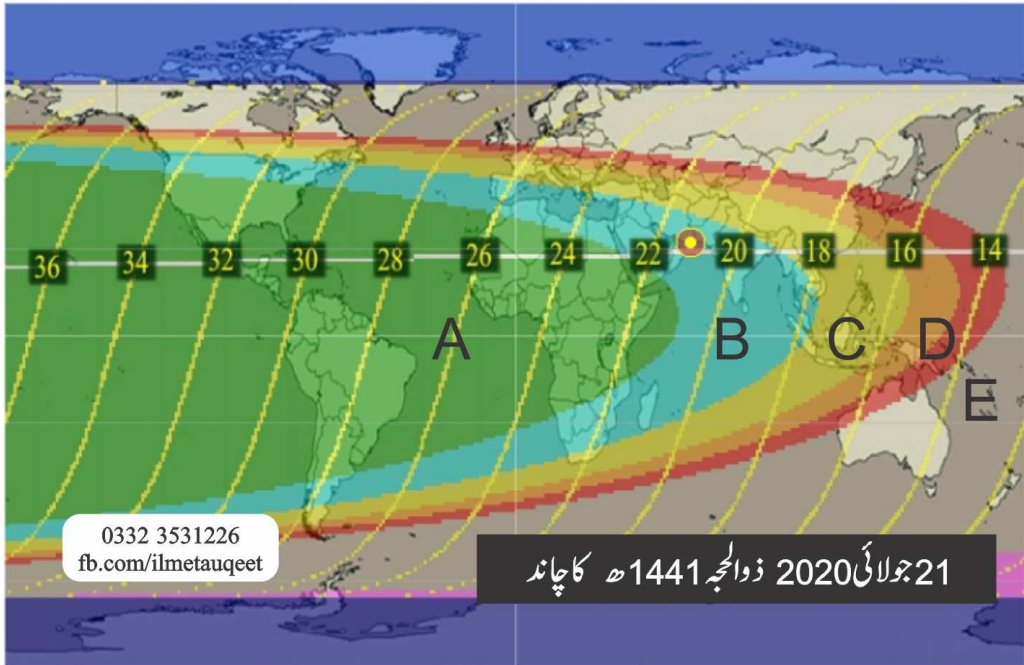
17اکتوبر 2020 کو ربیع الاول 1442ھ چاند کے موقع پر
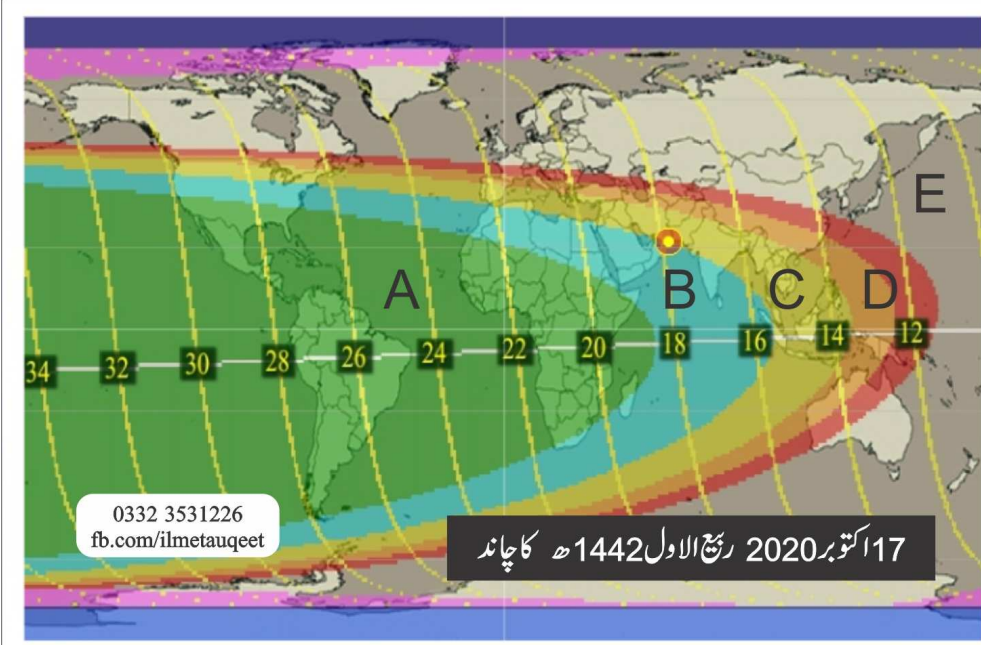
15دسمبر 2020 کو جمادی الاول 1442ھ چاند کے موقع پر

E
A
B
C
D
38
36
34
32
30
28
26
24
22
20
18
16
0332 3531226
fb.com/ilmetauqeet
15دسمبر 2020 جمادی الاول 1442ھ کا چاند
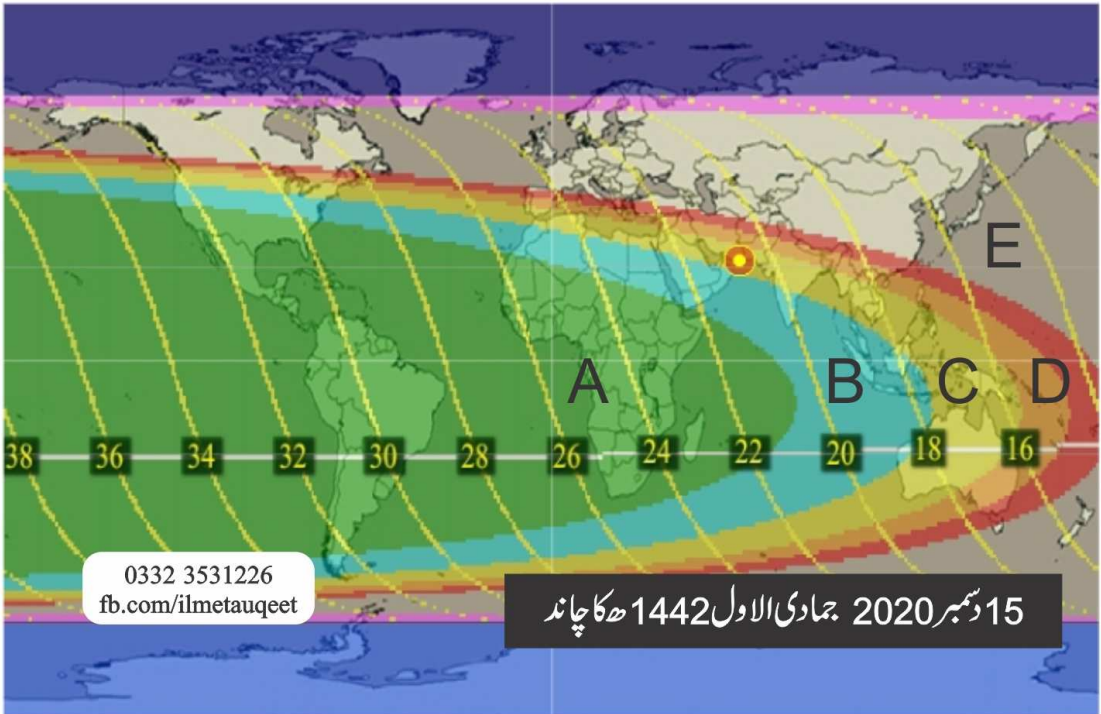
خلاصہ کلام یہ ہے کہ عام طور پر دنیا میں نئے چاند کی رویت یا امکانِ رویت کے حوالے سے قمری ماہ کی 29 تاریخ کو تین ریجن ہوتے ہیں: ریجن اے: جس میں ہلال کی واضح رؤیت کا امکان ہوتا ہے، ریجن سی: جس میں ہلال کی رؤیت کا کوئی امکان نہیں ہوتا، ریجن بی: جہاں صورتِ حال غیر یقینی ہوتی ہے، ریجن بی میں رؤیت اور عدمِ رؤیت دونوں کے امکانات ہوتے ہیں۔ اگر حقیقی رؤیت کے امکان پر مبنی کوئی مستقل کیلنڈر بنایا جاتا ہے اور ہمارا ملک ریجن بی میں آتا ہو تو اُس صورت میں یہ کیلنڈر قطعی ناکام ہوگا۔لیکن اگر حقیقی رؤیت کے امکان پر مبنی کیلنڈر نہیں بنایا جاتا ،تو یہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کے بالکل منافی ہے۔ شعبہ فلکیات آپ کو صرف یہ بتا سکتا ہے کہ قمری ماہ کی 29 تاریخ کو ہمارا ملک کون سے ریجن میں آتا ہے: اے یا بی یا سی۔لیکن اگر ملک ریجن بی میں ہے ،تو نہ ماہرِ فلکیات اور نہ ماہرِ موسمیات ۔۔۔کوئی قطعی پیش گوئی کرسکتا ہے کہ کسی ملک میں ہلال یقینی طور پر نظر آئے گا۔لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے علمِ وحی اور دانشِ نبوت پر اعتماد کرنا چاہیے،شریعت نے ہمیں پیش گوئی کا نہیں، بلکہ حقیقی رؤیت کا حکم دیا ہے۔

اب اگر میں قرآن اور اس کو ہم تک پہنچانے والے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں تو بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ آخر اس ذات پاک ﷺ نے اپنی امت سے کیوں کہا کہ چاند دیکھ لو تو پھر رمضان شروع کرو اور چاند دیکھ لو تو رمضان ختم کرو، وجہ بالکل واضح ہے کہ کسی بھی مقام سے ہلال کا دکھائی دینا ہر مہینے یقینی نہیں اور اس کا تعین تیقّن کے ساتھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

کسی بھی کیلنڈر کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد قطعیت پر مبنی ہو جیسا کہ شمسی کیلنڈر میں ہوتی ہے یا چاند کی پیدائش پر مبنی قمری کیلنڈرز میں ہوتی ہے۔ چونکہ ہلال کی رؤیت کا پہلے سے قطعیت کے ساتھ تعین نہیں ہوسکتا تو براہ مہربانی سُنتِ رسولِ پاک ﷺ کو جاری رکھیے اور زبردستی رؤیت کے حساب سے کیلنڈر بنانے میں قوم کو نہ اُلجھایئے۔